سوال

میں انتیس برس کا جوان ہوں اڑھائی برس قبل میں نےاپنے ساتھ ملازمت کرنے والی لڑکی سے منگنی کی اورالحمدللہ لڑکی کے والد سے اتفاق کرنے کے بعد منگنی ہوگئی، اس دوران ہمارے درمیان طبعی قسم کی مشکلات تھیں، اورلڑکی کے والد کے ساتھ میرے بہت اچھے تعلقات تھے، کہ جنوری میں لڑکی کا والد فوت ہوگیا، اس وقت سے لڑکی کے چچا ہمارے معاملہ میں دخل دے رہے ہیں، اورانہوں نے اس اتفاق کو کئی طرح سے تبدیل کرنے کی کوشش کی، اوربالآخراس کے ایک چچا نے میرے گھر آکر منگنی کی انگوٹھی واپس کردی یہ علم میں رہے کہ ہم دونوں ہی ایک دوسرے کوچاہتے ہیں، اور کئی حکیم قسم کے افراد نے بھی اسے حل کرنے کی کوشش کی ہے، اور دونوں خاندانوں میں سے افراد نے رجوع کی رغبت کا اظہار بھی کیا ہے، لیکن لڑکی کے چچا شادی کےلیے عجیب وغریب شروط رکھ رہے ہیں، جولڑکی کے متوفی والد کے ساتھ اتفاق سے بالکل مختلف ہیں برائے مہربانی یہ بتائیں کہ اس طرح کی حالت میں دینی حکم کیا ہے، کیالڑکی کے ماموں کےلیے اس کی شادی کرنا جائزہے، اوراس تنگی کی حالت میں حل کیا ہے؟

جواب

الحمدللہ

اول :

آپ کے سوال کا جواب دینے سے قبل ایک مسئلہ پر متنبہ کرنا ضروری ہے کہ : مردو عورت کے اختلاط والی جگہ پر ملازمت کرنی دونوں یعنی مرد اور عورت کےلیے جائز نہیں ہے کیونکہ یہ ایسے فساد کی جڑہے جس کے معاشرے پرغلط اثرات کسی پر مخفی نہیں ہیں،

جو شخص بھی کسی اختلاط والی جگہ پرملازمت کرنے میں مبتلا ہواگر وہ ملازمت ترک کرنے کی استطاعت نہ رکھے تو اسے چاہیے کہ وہ عورتوں کو دیکھنے اوران سے خلوت کرنے اور بغیر کسی ضرورت اورکام کی بات کے بات چیت نہ کرے

اس حرام اختلاط کی خرابیوں میں یہ شامل ہے جواجنبی مرداور عورت کے مابین پیدا ہوتا ہے جیسے لوگ کام کی ساتھ یعنی ملازمت کی جگہ ملازمت کرنے والی سہیلی اوردوست کا نام دیتے ہیں، اس میں حرام نظر بھی پڑتی ہے، اور حرام بات چیت بھی ہوتی ہے، اور پھر خط وکتاب کا سلسلہ بھی ہوتا ہے، جس کے باعث اکثر حرام تعلقات قائم ہوتے ہیں

دوم :

آپ کے سوال کے جواب کے متعلق عرض ہے کہ : آپ کے سوال سے یہی لگتا ہے کہ آپ نے ابھی عورت کے ساتھ عقد نکاح نہیں کیا؛اس لیے ابھی آپ اس کے لیے ایک اجنبی مرد کی حثیت رکھتے ہیں، لہذا آپ کےلیے اس کے ساتھ خلوت کرنا اور کثرت سے بات چیت کرنا جائز نہیں، جب تک آپ کا عقد نکاح نہیں ہوجاتا

اور پھر عورت کا عقد نکاح اس وقت تک صحیح نہیں جب تک اس کا ولی وہاں حاضر نہ ہو، اوراس لیے کہ لڑکی کا والد فوت ہوچکا ہے، یہ ولایت منتقل ہو کر لڑکی کے دادکو مل چکی ہے، اور اگر دادا نہیں ہے تولڑکی کے بھائی اس کے ولی ہونگے، اوراگر لڑکی کے بھائی بھی نہیں تو پھر یہ ولایت منتقل ہو کر لڑکی کے چچا کو مل جائیگی

اورولی کو حق حاصل نہیں کہ وہ بغیر کسی شرعی اور مقبول عذر کے لڑکی کو شادی کرنے سے منع کرے، اوراگر وہ اسے شادی کرنے سے منع کرتے ہیں تو یہ ولایت منتقل ہو کر بعد والے ولی کو مل جائیگی، اور پھر شرعی قاضی کی طرف منتقل ہوجائیگی، یا پھر اس کے قائم مقام کو، اس پر متنبہ رہیں کہ لڑکی کے ماموں اس کے ولی نہیں بن سکتے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جب کوئی عورت کسی مرد سے شادی کرنے پر راضی ہواور وہ اس کا کفوء بھی ہو تو اس کے ولی مثلا بھائی پھر چچا پر واجب ہے کہ وہ اس کی شادی کردے ، اور اگر وہ اسے روکتا اور شادی سے منع کرتا ہے تو دور کا ولی اس کی شادی کریگا ، یا پھر اس کی اجازت کے بغیر حاکم شادی کریگا ، اس میں علماء کا اتفاق ہے

لہذا ولی کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ عورت کو کسی ایسے شخص کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کرے جس پر وہ راضی نہیں ، اور جس سے وہ نکاح کرنا پسند کرتی ہے اس سے شادی کرنے سے ولی اسے مت روکے جبکہ وہ کفوء ہو اس پر آئمہ کا اتفاق ہے

بلکہ اسے تو اہل جاہلیت روکتے اور منع کرتے تھے ، اور وہ ظالم قسم کے لوگ ایسا کرتے ہیں جو اپنی عورتوں کی شادی ایسے افراد سے کرتے ہیں جنہیں وہ اپنی غرض کے لیے اختیار کرتے ہیں ، اور اس میں عورت کوئی مصلحت نہیں ہوتی ، اور وہ اسے ایسا کرنے پر مجبور کرتے ہیں

یا پھر وہ اسے ذلیل کرتے ہیں حتی کہ وہ اس سے شادی کرلے ، اور عداوت کی بنا پر وہ کفوء اور مناسب رشتہ سے شادی کرنے پر منع کرتے ہیں ، یا کسی اور غرض کی بنا پر اس کی شادی نہیں کرتے ، یہ سب جاہلیت کے عمل اور ظلم و دشمنی اور عدوان ہے

اور اسے اللہ عزوجل اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے ، اور مسلمان اس کے حرام ہونے پر متفق ہیں ، اللہ عزوجل نے عورتوں کے اولیاء پر واجب کیا ہے کہ وہ عورت کی مصلحت کو مد نظر رکھیں ، نہ کہ اپنی خواہش کو ، جس طرح سارے اولیاء اور وکیل جو کسی دوسرے کے لیے تصرف کرتے ہیں

کیونکہ اس میں تو اس کی مصلحت کو مد نظر رکھا جاتا ہے جس کے لیے وہ کام کیا جارہا ہے نہ کہ اپنی خواہش کو ، کیونکہ یہ تو ایک امانت ہے جسے اللہ نے اس کے اہل لوگوں کے سپرد کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے :

یقینا اللہ تعالی تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے اہل افراد کے سپرد کردو ، اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو.

یہ واجب نصیحت میں شامل ہوتی ہے ، اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" دین تو خیر خواہی کا نام ہے ، دین خیر خواہی کا نام ہے دین خیر خواہی کا نام ہے

صحابہ کرام نے عرض کیا : اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کس کے لیے ؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" اللہ کے لیے ، اور اس کی کتاب کے لیے ، اور اس کے رسول کے لیے ، اور مسلمان اماموں کے لیے ، اور عام مسلمانوں کے لیے "

دیکھیں : مجموع الفتاوی (32/52-53).

اور ہم آپ کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ آپ لڑکی کے گھر والوں کی موافقت کے بغیر یہ شادی نہ کریں ، انہیں راضی کرنا اور ان کی محبت و مودت حاصل کرنا ضروری ہے ،تا کہ قطع رحمی کا باعث نہ بنے ، کیونکہ ہو سکتا ہے اس کے بعد ہمیشہ کے لیے ان سے تعلق ہی نہ بنایا جائے

واللہ اعلم .